تطہیر قلب

مولانا ولی اللہ سعیدی فلاحی

تطہیر قلب - معنیٰ و مفہوم

تطہیر، تزکیہ کا ہم معنیٰ ہے۔ دونوں کے مفہوم میں پاک کرنا اور صاف کرنا شامل ہے۔ البتہ تزکیہ، تطہیر کے مقابلے میں زیادہ جامع ہے۔ قران مجید نے ایک جگہ دونوں کو ایک ساتھ استعمال کیا ہے:

خُذْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۗ وَٱللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (التوبۃ:103)

(اے نبی ﷺ) تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو اور اس کے ذریعے ان کا تزکیہ کرو اور ان کے حق میں دعائے رحمت کرو، تمہاری دعا ان کے لیے وجہِ تسکین ہو گی۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔)

لیکن جب یہ دونوں قلب کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں تو دونوں کا معنیٰ تقریباً ایک ہی ہوتا ہے۔ تزکیہ قلب اور تطہیر قلب دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ تطہیر قلب کا مطلب ہے دل کو ہر طرح کی نامناسب چیزوں سے پاک وصاف کرنا اور فکری و روحانی اعتبار سے اعلیٰ ترین مقام پر فائز کرنا۔ دل کو جملہ بیماریوں سے پاک کر کے قلبِ سلیم بنانا۔ تطہیر قلب قرآنی اصطلاح ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (المائدۃ:41)

(یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک کرنا نہ چاہا ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا۔)

تطہیر قلب کی اہمیت غیر معمولی ہے۔ یہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اہم فرائض میں شامل رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا ایک بڑا مقصد تطہیر قلب اور تزکیہ قلب تھا۔ قلب کی تطہیر ایک مشکل اور دشوار عمل ہے۔ لہٰذا اس جانب حد درجہ توجہ اور سنجیدگی کی ضرورت ہے۔

قلب کی تعریف

قلب کی اہمیت غیر معمولی ہے۔ پورے جسمِ انسانی میں اس سے اہم کوئی حصہ نہیں ہے۔ جسمانی اور روحانی اعتبار سے زندگی کی بقا اسی پر منحصر ہے۔ قلب کے معنیٰ الٹنے پلٹنے کے ہیں۔ جسمانی اعتبار سے یہ الٹتا پلٹتا ہے اور روحانی اعتبار سے بھی یہ ایک حالت میں نہیں رہتا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

إنما سمي القلب من تقلبه، إنما مثل القلب كمثل ريشة معلقة في أصل شجرة تقلبها الريح ظهراً لبطن. (رواہ احمد)

(دل کا نام اس کے الٹنے پلٹنے کی وجہ سے پڑا ہے۔ دل کی مثال ایک درخت کے تنے سے اٹکے، پَر کی مانند ہے، جس کو ہوا الٹتی پلٹتی رہتی ہے۔)

قلب کے کئی نام ہیں، جن میں اہم درج ذیل ہیں:

صدر: سینے کو کہتے ہیں۔ دل چوں کہ سینے کے اندر ہوتا ہے، اس لیے صدر، قلب کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ. (الانعام:125)

(پس اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے، اس کے سینہ (دل) کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔)

فؤاد: یعنی قلب کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ فؤاد دل کا وہ اندرونی حصہ ہے جہاں فطانت، ذہانت اور زیرکی پائی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا. (الاسراء:36)

(بے شک کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔)

نفس: کبھی کبھی نفس بھی قلب کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے:

تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ .(المائدۃ:16)

(تو جانتا ہے جو میرے دل میں ہے اور جو تیرے دل میں ہے، میں نہیں جانتا۔)

قلب کی اہمیت

دل خیروشر کی آماج گاہ ہے۔ دل شرور کے فتنوں سے محفوظ ہوجائے اور قلب صالح بن جائے یہ مطلوب ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی مشہور حدیث ہے:

ألا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله، ألا وهي القلب . (متفق علیہ)

(سنو! جسم میں ایک لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست ہو تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو تو پورا جسم خراب ہوجاتا ہے۔سنو وہ دل ہے۔)

دل کبھی ایک حالت میں نہیں رہتا۔مختلف قسم کی کیفیات آتی جاتی رہتی ہیں۔ دل کبھی مغموم ہوتا ہے تو کبھی شاداں۔ کبھی انشراح کی کیفیت تو کبھی انقباض کی۔ اللہ رب العزت کی توفیق کے بغیر اسے کنٹرول کرنا ناممکن ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

إن القلوبَ بين إصبعين من أصابعِ اللهِ يقلِّبُها كيف يشاءُ.(رواہ مسلم)

(بے شک دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ جدھر چاہتا ہے انہیں موڑ دیتا ہے۔)

یہاں ایک اشکال یہ ہوسکتا ہے جب بندے کا دل رب کی انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ جدھر چاہے ادھر پھیر دے تو بندے کا کیا کردار۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بندہ جب خیر کی جانب بڑھتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو خیر کی طرف پھیر دیتا ہے اور جب شرک کی طرف بڑھتا ہے تو اس طرف کا راستہ کھول دیا جاتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بندہ خیر کی طرف جانا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کو شرک کی طرف پھیر دے۔ یہ اس کی سنت کے خلاف ہے۔ لہٰذا بندے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کی مشہور دعا ہے:

كان رسولُ اللهِ ﷺ يُكثرُ أن يقولَ يا مقلِّبَ القلوبِ ثَبِّتْ قلبِي على دينِك.
(رواہ مسلم)

(نبی اکرم ﷺ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے: اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر جمادے۔)

قلب کا مقام

دل کی اہمیت غیر معمولی ہے۔ پورے انسانی وجود میں اس سے اہم کوئی حصہ نہیں ہے۔ جسمانی اعتبار سے اس کی اہمیت کے سب قائل ہیں، لیکن اسلام نے روحانی اعتبار سے بھی دل کو خاص اہمیت دی ہے۔ دل میں ایمان بستا ہے اور دل کی روحانی حالت پر اعمال کی کیفیت کا دار و مدار ہے۔ جب تک دل کی دنیا نہ بدلے، کامیابی ممکن نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیا۔ ان کے دل بدلے تو پوری زندگی بدل گئی۔ دل میں ایمان، حب للہ جل جلالہ، حبِّ رسول ﷺ، فکر آخرت اور شوقِ دیدار الٰہی نے گھر کیا تو پوری زندگی پُر بہار ہوگئی اور ان کا ہر کام صرف رضائے الٰہی کے جذبے سے انجام پانے لگا۔

دل ہر طرح کے خیالات کی جگہ اور جملہ خیر و شر کا مسکن ہے۔ ہم آگے جائزہ لیں گے کہ وہ کن کن حیثیتوں سے اہم ہے:

ایمان

ایمان دل کے اندر رہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ. (الحجرات: 14)

(دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، آپ فرما دیجیے: تم ایمان نہیں لائے، ہاں یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔)

ایک دوسری جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ. (المجادلۃ:22)

(یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔)

ان دونوں آیات سے یہ بات واضح ہے کہ ایمان جیسی غیر معمولی اہمیت کی حامل چیز کا مسکن قلب ہے۔ نام کا مسلمان ہونے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ آدمی دل سے ایمان قبول نہ کرے۔ جب ایمان شعوری طور پر دل کی گہرائیوں میں سرایت کر جاتا ہے تو ایمان کی لذت محسوس ہوتی ہے اور پوری زندگی پرنور ہو جاتی ہے۔

تقوی

تقویٰ ایمان کا جوہر ہے۔ بندۂ مومن سے مطلوب ہے کہ وہ اپنے اندر زیادہ سے زیادہ تقویٰ کی صفت کو پروان چڑھائے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی بندہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے، جو زیادہ متقی ہو۔ تقویٰ کا مقام بھی دل ہے۔

كلُّ المسلمِ على المسلمِ حرامٌ، عِرضُه، ومالُه، ودمُه، التقوى هاهنا وأشار إلى القلبِ بحسْبِ امرئٍ من الشرِّ أن يحقِرَ أخاه المسلمَ. (رواہ مسلم)

(ایک مسلمان کی جان، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تقویٰ یہاں ہے اور آپؐ نے دل کی طرف اشارہ کیا۔ آدمی کے برا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر سمجھے۔)

ہدایت

ہدایت ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ سیدھے راستے کی رہنمائی کرنا، اس پر چلانا اور نگرانی کرنا اللہ تعالی کا فضلِ خاص ہے، اس بندے پر جو اپنے رب سے ہدایت کا طلب گار ہو۔ ہدایت کا مسکن بھی دل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ. (التغابن:11)

((کسی کو) کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے اور جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے تو وہ اُس کے دل کو ہدایت فرما دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔)

عقل

قلب عقل کا کام بھی کرتا ہے۔ عام طور پر لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ عقل کا کام صرف دماغ کرتا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ عقل کا کام دل کرتا ہے۔ دماغ کے اپنے کام سے انکار نہیں ہے، لیکن دماغ، دل کی طرف سے مفوضہ کام انجام دے کر دل کو واپس کر دیتا ہے اور حتمی فیصلے دل لیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا. (الحج:46)

(کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی پھر ان کے اَیسے دل ہوجاتے جن سے عقل کا کام لیتے۔)

سمجھ بوجھ (فقہ)

سمجھنا بوجھنا، نتیجہ نکالنا اور خیر و شر میں تمیز کرنا، دل کے کام ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا. (الاعراف: 179)

(اور ہم نے دوزخ کے لیے بہت سے جن اور آدمی پیدا کیے ہیں، ان کے دل ہیں کہ ان سے سمجھتے نہیں۔)

تدبر

غور و فکر اور تدبر و تفکر بھی دل ہی کا خاصہ ہے۔ اللہ رب العزت نے دل کو بڑی خوبیوں کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ غور و فکر کرنا، اس کی باریکیوں میں جانا اور صحیح نتیجے تک پہنچنا دل کے اہم کاموں میں سے ہے۔ قرآن مجید پر غور و فکر کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا. (محمد:24)

(پھر کیوں وہ قرآن پر غور نہیں کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔)

یاد دہانی حاصل کرنا

نصیحت قبول کرنا، یاد دہانی حاصل کرنا اور مثبت تبدیلی لانے کی طرف آمادہ کرنا دل کا کام ہے۔ قوموں کے عروج و زوال سے عبرت حاصل کرنا، واقعات اور حادثات سے نصیحت پکڑنا، دل کے فرائض میں شامل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ. (ق:37)

(بے شک اس میں اس شخص کے لیے بڑی نصیحت ہے، جس کے پاس دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر کان لگا دیتا ہو۔)

اطمینان وسکون

سکون و اطمینان دل کے اندر رہوتا ہے۔ دل بے سکونی کی کیفیت میں ہو تو زندگی اجیرن ہوجاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (الفتح:4)

(وہی تو ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسکین نازل فرمائی تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ اور ایمان بڑھے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔)

عزم وارادہ

عزم وارادہ کی جگہ بھی دل ہی ہے۔ انھیں چیزوں کا اعتبار ہے جو دل کے ارادے سے کیے جائیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (الاحزاب:5)

(اور تمھیں اس میں بھول چوک ہوجائے تو تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن وہ جو تم دل کے ارادہ سے کرو، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

شرح صدر

شرح صدر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (الانعام: 125)

(جسے اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت دے تو اس کے سینہ کو اسلام کے قبول کرنے کے لیے کھول دیتا ہے۔)

جمنا، مضبوط ہونا

کسی چیز پر جمنا اور مطمئن ہونا دل کی خوبی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ (ہود: 120)

(اور ہم رسولوں کے حالات تیرے پاس اس لیے بیان کرتے ہیں کہ ان سے تیرے دل کو مضبوط کر دیں۔)

تمنا کرنا

تمنائیں اور خواہشات بھی دل کے اندر ہوتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

والقلب یتمنی ویشتھی (رواہ البخاری)

(اور دل تمنا کرتا ہے اور خواہشات رکھتا ہے۔)

دل مثبت اور منفی ہر طرح کی چیزوں کی آماجگاہ ہے۔ درج بالا سطور میں بعض مثبت چیزوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ اب ذیل کی سطور میں کچھ منفی چیزوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے، جن کا مقام دل ہے۔

غل

روزمرہ کی مصروفیتوں کے دوران بعض اوقات ایک دوسرے سے کشیدگی ہوجاتی ہے۔ کبھی کبھی بات جھگڑے اور تلخ کلامی تک پہنچ جاتی ہے۔ بعد میں معافی تلافی بھی ہوجاتی ہے، لیکن دل میں میل باقی رہتا ہے۔ دلوں میں کینہ اور میل کا ہونا بھی مومنین کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اس لیے اس سے پناہ مانگنا چاہیے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ. (الحشر: 10)

(اور ہمارے دلوں میں مومنوں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے، اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔)

وساوس

وسوسے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ غلط فہمیاں اور بدگمانیاں دل کے اندر جنم لیتی ہیں۔ وسوسوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے اور غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کرنی چاہیے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نبی اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے۔ آپؐ سے ملنے آپؐ کی زوجہ، ہماری ماں حضرت صفیہ بنت حیؓ آئی تھیں۔ جب وہ جانے لگیں تو آپؐ انھیں رخصت کرنے کے لیے باہر نکلے۔ سامنے سے دو انصاری صحابیؓ جارہے تھے۔ انھوں نے آپؐ کو دیکھا تو تیز تیز قدم جانے لگے۔ آپؐ نے انہیں روکا اور فرمایا کہ یہ میری فلاں زوجہ ہیں۔ دونوں صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارے حاشیہ خیال

میں نہیں ہوگا کہ آپؐ کسی غیر کے ساتھ ہوں گے۔ آپؐ نے یہ وضاحت کیوں فرمائی۔ تو آپؐ نے فرمایا:

إنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ، وإنِّي خَشِيتُ أنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا سُوءًا. (رواہ البخاری)

(بے شک شیطان انسان کے خون کے ساتھ گردش کرتا ہے اور مجھے اندیشہ محسوس ہوا کہ وہ تمہارے دل میں بدگمانی نہ ڈال دے۔)

انقباض

تنگ اور پریشان ہونا بھی دل کی خاص کیفیت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَن يُرِدْ أَن يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ. (الانعام: 125)

(اور جس کے متعلق چاہتا ہے کہ گمراہ کرے اس کے سینہ کو بے حد تنگ کر دیتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے۔)

مرعوبیت

خوف، رعب اور دہشت دل میں ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ. (آل عمران:151)

(اب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے اس لیے کہ انھوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری، اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور ظالموں کا وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔)

حسرت

حسرت ایک جذباتی کیفیت ہے۔ یہ بھی دل سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. (آل عمران. 156)

(تاکہ اللہ اس خیال سے ان کے دلوں میں افسوس ڈالے، اور اللہ ہی زندہ رکھتا

اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھنے والا ہے۔)

وہن

وہن کمزوری کو کہتے ہیں۔ بزدلی، بے حوصلگی اور مایوسی یہ سب کیفیت اس میں شامل ہے۔ وہن دل کے اندر رہوتا ہے۔ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے وہن کا سبب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ حب دنیا اور موت سے خوف کی وجہ سے آتا ہے۔ مشہور حدیث ہے:

وليقذفن في قلوبكم الوهن. فقال قائل: يا رسول الله، وما الوهن؟ قال: حب الدنيا، وكراهية الموت.(رواہ ابوداؤد)

(اور تمھارے دلوں میں اللہ تعالیٰ وہن ڈال دے گا۔ ایک صحابیؓ نے پوچھا: وہن کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپؐ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔)

دل پر دھیان دیں

اللہ کی نگاہ بندے کے دل پر خاص طور سے ہوتی ہے، اس لیے بندے کی نگاہ بھی سب سے زیادہ اپنے دل پر ہونی چاہیے۔

اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔ وہ اس کی شہ رگ سے بھی قریب ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری نعمتیں عطا فرمائی ہیں: بہترین جسم، دلکش صورت، مال و دولت، عزت وشہرت اور بہت کچھ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بندے کا دل دیکھتا ہوں کہ وہاں کیا ہے؟ ایمان، اخلاص، حب اللہ جل جلالہ، حبّ رسول ﷺ اور فکرِ آخرت ہے یا کچھ اور ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

إن الله لا ينظر إلى أجسامكم، ولا إلى صوركم، ولكن ينظر إلى قلوبكم ۔ (رواہ مسلم)

(بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسم اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔)■